(۵۸)

ہمارا سب سے پہلا فرض دعوت الی اللہ ہے

(فرمودہ ۱۵۔ اگست ۱۹۳۰ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

انسان کتنی ہی احتیاط سے کوئی بات کرے پھر بھی میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کو اس کے متعلق غلط فہمی ہو جاتی ہے اور جب تک متواتر تفصیل اور وضاحت سے بات نہ سمجھائی جائے بہت سے لوگ اس کے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ میں نے پچھلے دنوں میں اور اتفاق یہ ہے کہ پچھلے ہی جمعہ کے خطبہ میں اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ہمارے احباب اُن مصائب میں جو عام مسلمانوں پر پڑتے ہیں اور جو خواہ ہماری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں ایسا ہمدردانہ رویہ اختیار کریں جو دوسرے مسلمانوں کی راہنمائی کا موجب ہو اور مسلمانوں میں ایسی تحریکِ اتحاد کی رَو چل پڑے جس کے ماتحت وہ مشترک امور میں اپنے اختلافات بُھول کر ایک دوسرے کی تائید اور تقویت کے لئے تیار ہو جائیں۔ میں مسلمانوں کے تفرقہ اور شِقاق کو دیکھتے ہوئے ایک عرصہ سے یہ نصیحت کرتا آیا ہوں اور اتفاق ایسا ہؤا کہ پچھلے جمعہ خطبہ اسی پر پڑھا لیکن ساتھ ہی یہ کہتا چلا آیا ہوں کہ یہ امر ہمارے لئے دوسرے درجے پر ہے۔

اصل فرض جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے ذمہ لگایا گیا ہے وہ اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ احمدیت ہے اور جب تک مشترکہ امور میں اتحاد کا کام ہمارے اِس فرض میں روک نہیں بنتا، جب تک یہ کام ہماری قوتوں کو کمزور نہیں کرتا اور جب تک یہ کام ہمارے ارادوں کو اصل فرض سے جُدا نہیں کرتا اُس وقت تک ہم ہر طاقت وقوت اور ہر ذریعہ اس کے کامیاب بنانے کے لئے

خرچ کرنے کو تیار ہیں لیکن اگر ایسا ہو کہ اس کام میں حصہ لینا ہمارے اصل مقصد میں روک ہو جائے، ہمارے اصل فرض میں کمزوری پیدا کر دے تو ہم اس کا خیال چھوڑ دیں گے اور اصل کام کو جو خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہے مقدم کر لیں گے۔ مگر باوجود اس کے کہ متواتر میں نے اس طرف توجہ دلائی ہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض جماعتیں اور بعض افراد اِس حقیقت کو نہیں سمجھ سکے۔

۱۹۲۷ء میں مَیں نے جب یہ تحریک کی تو خبر آئی تھی کہ بعض جماعتیں اور بعض افراد تبلیغِ احمدیت میں کمزوری دکھا رہے ہیں۔ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا ہو رہا ہے کہ اگر ہم تبلیغِ احمدیت کریں گے تو لوگ ہمارے ساتھ نہیں ملیں گے۔ حالانکہ اگر لوگ مشترکہ امور میں اِس لئے ہمارے ساتھ نہیں ملتے کہ ہم اپنے مذہب کو پھیلاتے اور اپنے عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں تو ایسے لوگوں سے ہمیں اتحاد کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اہلحدیث سے کبھی یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ ہم سے اتحاد کے لئے اپنے عقائد چھوڑ دیں اور ان کی تبلیغ نہ کریں نہ کبھی ہم حنفیوں سے یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے عقائد چھوڑ کر اتحاد میں شریک ہوں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں اگر حنفی اپنے عقائد کی تبلیغ کریں اور ثابت کریں کہ جو عقائد ان کے ہیں وہ درست ہیں۔ نہ صرف ہم اس کے خلاف نہیں ہوں گے بلکہ ان کے دلائل بشاشت سے سننے کے لئے تیار ہیں۔ اسی طرح ہم اہلحدیث سے یہ نہیں کہتے کہ اپنا کوئی عقیدہ چھپائیں یا اُسے پھیلائیں نہیں اگر وہ پہلے سے بھی زیادہ زور کے ساتھ اپنے عقائد کی اشاعت کریں بشرطیکہ ضِدّ اور تعصّب سے کام نہ لیں گالی گلوچ نہ کریں تو نہ صرف ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا بلکہ خوشی سے ان کی مجالس میں جا کر باتیں سننے کے لئے تیار ہیں۔ پس ہم کسی فرقہ سے یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ چھوڑ دے یا اپنے عقائد کو چُھپائے اس لئے اگر کوئی قوم اشارۃً بھی ہم سے یہ مطالبہ کرے کہ ہم تبلیغِ احمدیت چھوڑ دیں تو ہم ایسے لوگوں سے اتحاد کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ اگر مذہب میں دخل اندازی کے معنے اتحاد ہیں تو اس اتحاد کو ہم نے مدت سے چھوڑا ہوا ہے۔ ہم تو اتحاد کی تعریف ہی یہ کرتے ہیں کہ اس میں مذہب کا تعلق نہیں ہوگا بلکہ یہ تمدنی، سیاسی اور ملکی اتحاد ہے۔ اس اتحاد میں ہم شریک ہونا چاہتے اور دوسروں کو شریک کرنا چاہتے ہیں ورنہ ہم کسی ایسے سمجھوتے کو لعنت سمجھتے ہیں جس میں سچائی کو چُھپانے کا اقرار کرنا پڑے۔ ہم دوسروں کے لئے بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ اپنے عقائد چھپائیں کُجا یہ کہ اپنے عقائد چُھپائیں۔ حتّٰی کہ مجھ سے اگر اہلحدیث آ کر کہیں کہ ہم اپنے عقائد کی تبلیغ

چھوڑ دیں گے آؤ ہم سے اتحاد کر لو تو خواہ مجھے وہ اپنے عقائد چھوڑنے کے لئے نہ کہیں تو بھی مَیں ان سے کہوں گا مَیں تم سے اتحاد کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جب تم نے اپنے بزرگوں سے وفاداری نہ کی تو ہم سے کیا کرو گے۔ پس جبکہ میں کسی مخالف سے بھی یہ امید نہیں کرتا کہ وہ اتحاد کی خاطر اپنے عقائد چھوڑ دے تو مَیں اپنی جماعت کو کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنے عقائد کی تبلیغ نہ کرے۔ مگر باوجود اِس قدر وضاحت کے ساتھ بیان کر دینے کے بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہے کہ اتحاد کی خاطر تبلیغ نہیں کرنی چاہئے۔ ایسا شخص بے حد کمزوری دکھاتا اور بڑی اصلاح کا محتاج ہے اسے چاہئے توبہ کرے اور اس قسم کے خیال کو دل سے نکال دے۔ اگر ہم دوسرے فرقوں کے ساتھ باوجود اِس کے کہ وہ اپنے عقائد کی تبلیغ کریں اتحاد کے لئے تیار ہیں تو ان کا کیا بگڑتا ہے اگر ہم باوجود اپنے عقائد کی تبلیغ کے ان کے ساتھ اتحاد کریں۔ پس کسی جگہ کی جماعت کو اس بارے میں کمزوری نہیں دکھانی چاہئے بلکہ تبلیغِ احمدیت اسی زور سے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے کرنی چاہئے۔ بھلا غور تو کرو ہم مذہب کو کس طرح چُھپا سکتے ہیں اگر اپنے مذہب کو ہم سچا سمجھتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ اس کی طرف لوگوں کو بُلائیں اور اسے قبول کرنے کی دعوت دیں یہ ان کے ساتھ خیر خواہی ہے نہ کہ دشمنی۔ اور اگر ہم اپنے مذہب کو سچا سمجھ کر دوسروں سے چُھپاتے ہیں تو ان پر ظلم کرتے ہیں لیکن اگر دنیا کی نجات، مسلمانوں کی ترقی اس میں ہے کہ احمدیت کو چھوڑ دیا جائے تو پھر ہم اِس میں رہ کر لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ خداتعالیٰ دنیا کی اصلاح کیلئے اپنا ایک مأمور بھیجے مگر اُس کی تعلیم کو چھپانا لوگوں کی بھلائی کے لئے ضروری ہو اور اُسے پھیلانا مُضِرّ ہو۔ اگر یہ صورت تھی تو خداتعالیٰ کو مأمور بھیجنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے وہ سخت غلطی میں پڑا ہوا ہے اور روحانی بیماری میں مبتلاء ہے جتنی جلدی ہوسکے اسے اس کا علاج کرنا چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے جس طرح آج سے پہلے ہمارے تبلیغی جلسے ہوتے رہے وفاتِ مسیح علیہ السلام اور ختمِ نبوت پر وعظ ہوتے تھے اسی طرح آج بھی اور آئندہ بھی ہونے چاہئیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارے مخالف حیاتِ مسیح کا ذکر نہ کریں وہ حیاتِ مسیح کے ثبوت میں جو دلائل رکھتے ہیں بڑی خوشی سے پیش کریں ہم وفاتِ مسیح کا ثبوت دیں گے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ وہ یہ نہ کہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ کہیں کہ ہم یہ نہ کہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں تو ایک دوسرے کے لئے اتحاد کا دروازہ بند کرتے ہیں۔

ہر ایک کے لئے اپنے عقائد پیش کرنے کا دروازہ کھلا ہے۔ ہم اہلحدیثوں سے اتحاد کے لئے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا سمجھیں تب اُن سے مشترکہ امور میں متحد ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح اہلحدیثوں کو یہ مطالبہ نہیں کرنا چاہئے کہ جب تک حدیثوں کو سب پر مقدم نہ کیا جائے گا اتحاد نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح حنفیوں کو یہ مطالبہ نہیں کرنا چاہئے کہ اہل حدیث سینہ پر ہاتھ نہ باندھیں۔ اسی طرح اہلحدیث یہ نہ کہیں کہ حنفی رفع یدین کریں تب اتحاد ہوسکتا ہے۔ اگر سیاسی اور مُلکی صلح اور اتحاد کے لئے یہ شرطیں ضروری ہوں تو بتاؤ اسلام کا کیا باقی رہ جائے گا۔ یہ صلح نہیں ہوگی بلکہ مذہب کو بگاڑنے والی بات ہوگی۔ ہر ایک کا حق ہے جو چاہے عقیدہ رکھے اور جہاں چاہے بیان کرے۔

وہ لوگ جو ہمارے ساتھ ملکی اتحاد کرنے کے لئے تیار ہیں اور وہ اخبار جو اِس مقصد کے لئے ہمارے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے ہیں وہ اگر ہمارے خلاف ایسے مضامین شائع نہ کریں جس میں گالی گلوچ ہو، تضحیک ہو، ہتک ہو، بلکہ وہ علمی طور پر حیاتِ مسیح ثابت کریں تو ہم اس پر ذرہ بھی بُرا نہیں منائیں گے۔ اسی طرح اگر وہ اس قسم کے مضامین شائع کریں کہ نبوت بند ہوگئی ہے رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو ہمیں اس پر کوئی افسوس نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ گالی گلوچ سے کام نہ لیں۔ ان کا حق ہے کہ اپنے عقائد بیان کریں اور ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے عقائد پیش کریں۔

پچھلے دنوں ایک دوست نے بتایا جب یہ افواہ مشہور ہوئی (ابھی یہ افواہ ہی ہے معلوم نہیں پوری ہوتی ہے یا نہیں) کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب گول میز کانفرنس میں نامزد کئے جائیں گے تو اس کے خلاف امرتسر میں جلسہ کیا گیا اور کہا گیا کہ وہ مسلمانوں کے نمائندہ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ احمدی ہیں۔ یہ سُن کر ایک شخص میرے پاس دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا دیکھو مسلمانوں کا ایک احمدی نمائندہ منتخب ہونے والا ہے۔ وہ شخص جو دوڑتا ہوا آیا تھا وہابی تھا۔ میں نے اُسے کہا تم اپنی فکر کرنا کوئی حنفی مسلمانوں کا نمائندہ ہوکر نہ چلا جائے وہاں رفع یدین اور دوسرے اختلافی مسائل کا فیصلہ ہونا ہے اگر کوئی حنفی چلا گیا تو تم مارے جاؤ گے۔ وہاں تو سیاسی مسائل کا تصفیہ ہوگا وہاں مسلمانوں کے اختلافی مسائل کا کیا دخل کہ کہا جائے کہ احمدی نہ جائے، یا اہلحدیث نہ جائے، یا حنفی نہ جائے۔ دیکھو ایک ہندو جب کسی مسلمان نام والے کو دفتر سے نکالتا ہے تو یہ نہیں پوچھتا کہ تم حیاتِ مسیح کے قائل ہو یا وفاتِ مسیح کے، تمہارے نزدیک اب کوئی نبی آسکتا ہے یا نہیں وہ صرف یہ

دیکھتا ہے کہ اس کا نام اسلامی ہے اور یہ مسلمان کہلانے والوں میں سے ہے۔ جب مسلمانوں کا کوئی سوال ہوگا تو یہ مسلمانوں کی طرف ہوگا اس لئے وہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ اسی لئے مَیں اس کوشش میں لگا ہوا ہوں کہ سیاسی اور تمدنی اور ملکی مسائل جن میں حیات و وفاتِ مسیح کا تعلق نہیں' نبوت کے جاری رہنے یا بند ہونے کا تعلق نہیں' بلکہ محض مسلمان ہونے کا تعلق ہے ان میں سارے کے سارے مسلمان اکٹھے ہو جائیں۔ ہم کسی سے یہ نہیں کہتے کہ وفاتِ مسیح کے مسئلہ کو مان لو تب متحدہ مقاصد میں متحد ہوں گے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو تسلیم کر لو پھر مُلکی مسائل میں اتحاد ہوگا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ متحدہ اور مشترکہ امور میں متحد ہو جائیں۔ یہ ان لوگوں کی کمزوری ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے اتحاد کیلئے تبلیغِ احمدیت نہیں کرنی چاہئے اور جب تک وہ یہ کمزوری دکھائیں گے لوگ ان سے یہی امید رکھیں گے کہ وہ ایسا کریں لیکن جب وہ کہہ دیں گے کہ دُنیوی امور و سیاسی حقوق کے لئے ہم سب سے آگے بڑھ کر کام کرنے کے لئے تیار ہیں اور سب سے زیادہ قربانی پر آمادہ ہیں لیکن اگر ہم سے دین کی قربانی چاہی جائے گی تو ہمارا راستہ اور ہے اور تمہارا اور۔ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكُمْ ۔ اتحاد کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کی تضحیک نہ کی جائے' استہزاء نہ کیا جائے گالی گلوچ نہ کی جائے لیکن اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ذاتی حملے کئے جائیں اور ہمارا دل دُکھانے کے لئے کئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسے لوگوں کے دل بُغض سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔ ابھی شملہ میں تین آدمی مجھ سے ملنے کے لئے آئے ان کے آنے کی اطلاع پر میں ان سے ملنے کے لئے باہر آ گیا۔ ان میں سے ایک نے پہلی بات جو کی وہ یہ تھی کہ یہ کونسا اسلامی طریق ہے کہ آپ اندر بیٹھے رہیں اور لوگ باہر انتظار کریں۔ اس کے بعد دوسرے نے کوئی اور بات شروع کی تو پہلے نے اس کی بات کاٹ کر کہا یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح لوگ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نوکری کرتے کرتے جب اس کے قابل نہیں رہتے تو نبوت کا دعویٰ کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا آپ خود اس انسان کی سچائی کے گواہ ہیں جس کی نسبت اس قسم کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ آپ کسی اور جماعت کے امام کے پاس جا کر اس طرح نہیں کہہ سکتے لیکن میرے سامنے کہہ رہے ہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے اس کا جواب نہیں دینا۔ غرض ان صاحب نے اس قسم کی باتیں کیں کہ ان کے ساتھی کو دو دفعہ کہنا پڑا ان کی طبیعت میں جوش بہت ہے

آپ بُرا نہ منائیں۔ غرض اس قسم کی حرکات معیوب ہیں ورنہ ان کا حق ہے کہ اپنے عقائد کی تبلیغ کریں اور ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے عقائد کی تبلیغ کریں اس سے روکنے کا نہ اُنہیں حق نہ ہم انہیں روکتے ہیں۔ ہاں ذاتیات کو درمیان میں لاکر گالیاں دینا بُرا ہے۔ دیکھو جب کوئی ثابت کردے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہیں آسکتا تو سمجھنے والے آپ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے نہیں لیکن اگر کوئی آپ کا نام لے کر کذّاب اور جھوٹا کہے گا تو اِس سے یقیناً ہمارا دل دُکھے گا۔ اس دلآزاری اور تکلیف دہی کے راستہ کو چھوڑ کر اپنے عقائد کی تبلیغ کرنے کے باقی سارے رستے کُھلے ہیں اور کسی کا حق نہیں کہ کسی سے اپنے عقائد کی تبلیغ نہ کرنے کا مطالبہ کرے اور میں سمجھتا ہوں کہ معقول لوگ اس قسم کا مطالبہ نہیں کررہے۔ بعض لوگ ہیں اور بعض اصلاح کے محتاج ہوتے ہی ہیں ان کی اصلاح ضروری ہے اور ان کی اصلاح اسی طرح ہوگی کہ ہم اتحاد کی کوشش کے ساتھ تبلیغِ احمدیت بھی کرتے رہیں تاکہ انہیں اسے برداشت کرنے کی عادت ہو۔ کوئی بات برداشت کرنے کی اہلیت مشق سے ہی پیدا ہؤا کرتی ہے اور اس بارے میں مشق اسی طرح ہو سکتی ہے کہ دوسرے لوگ اپنے عقائد کی تبلیغ کریں اور ہم اپنے عقائد کی۔ ایک دوسرے کی مجالس میں شامل ہوں اور ایک دوسرے کی رواداری کی داد دیں اپنی باتیں سننے کا ایک دوسرے کو موقع دیا جائے۔ اگر یہ طریق اختیار کیا جائے تو پھر دیکھو کتنی جلدی متحدہ امور میں اتحاد ہوسکتا ہے۔ پس جن لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ تبلیغِ احمدیت نہیں کرنی چاہئے انہوں نے بالکل غلط سمجھا ہے اور میرے منشاء کے خلاف سمجھا ہے ایسے لوگوں کے فعل کو میں کسی طرح پسند نہیں کرسکتا۔ میں ڈرتا ہوں کہ ایسی جماعتیں خدا کے عذاب میں گرفتار نہ ہوجائیں کیونکہ سچائی کا چُھپانا کوئی معمولی بات نہیں۔ ہمیں خدا کی ذات پر توکّل ہونا چاہئے اگر کوئی دوسروں کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے ان کے آگے گر جاتا ہے اور پھر بھی وہ اس کو پیٹتے ہیں تو خدا تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔ مجھے پہلے ہی شکایت ہے کہ جماعتیں تبلیغ میں سُست ہیں اور میں کئی بار اس طرف توجہ دلا چکا ہوں پھر کس طرح برداشت کیا جا سکتا ہے کہ سیاسی صلح کے لئے تبلیغ نہ کی جائے۔ تمام جماعتوں کو تبلیغ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہئے اور میں اعلان کرتا ہوں کہ جس علاقہ کے احمدی اِس سال ایک ہزار مرد احمدیت میں داخل کردیں گے۔ (مرد کے ساتھ چونکہ اس کا خاندان بھی احمدیت میں داخل ہوجاتا ہے اس لئے مردوں کی شرط لگائی گئی ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کو احمدیت میں داخل کرنا ضروری نہیں۔

مرد اپنے ساتھ اپنا کنبہ بھی لاتا ہے اس لئے یہ شرط رکھی گئی ہے۔) پس جس ضلع کی جماعتیں ایک ہزار مرد احمدیت میں داخل کر دیں گی ہم سمجھیں گے کہ وہ حقدار ہیں کہ انہیں مستقل مبلّغ دے دیا جائے جو اس ضلع میں کام کرے۔ پس جو جماعتیں چاہتی ہیں کہ احمدیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے، احمدیت کی تبلیغ کے لئے، نظام جماعت کو درست اور مضبوط کرنے کیلئے انہیں مستقل مبلّغ مل جائیں وہ کوشش کریں کہ ایک ہزار مرد جماعت میں داخل کر دیں۔ یہ سودا ہمارا رے لئے بھی مہنگا نہ ہوگا اس سے آگے اور ترقی ہوگی اور چندہ میں بھی زیادتی ہو جائے گی جس سے تبلیغ کے اخراجات پورے ہو سکیں گے۔ میں اس اعلان کو اور وسیع کر کے کہتا ہوں اگر کوئی تحصیل بھی ایک ہزار مرد سلسلہ میں داخل کر دے تو اسے بھی مستقل مبلّغ دے دیا جائے گا۔ غرض تبلیغ کو بہت وسیع کرنا چاہئے اس کے لئے بہت بڑا میدان پڑا ہے۔ ابھی تک ہم نے ہندوؤں میں تبلیغ کرنے کی طرف توجہ نہیں کی اور حضرت مسیح موعود کے کرشن کے الہام کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کا نام جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ [1] رکھا ہے۔ یعنی آپ سارے انبیاء کے بروز اور رسول اللہ ﷺ کے کامل بروز تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ جب ساری دنیا کے لئے آئے تھے تو آپ بھی ساری دنیا کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ عیسائیوں، یہودیوں، بدھوں، ہندوؤں، سکھوں سب کو مسلمان بنائیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ اِس وضاحت اور تشریح کے بعد آئندہ کوئی صاحب دھوکا نہ کھائیں گے اور مجھ تک اِس قسم کی بات نہ پہنچے گی کہ کوئی مبلّغ گیا تو اُسے کہہ دیا گیا سلسلہ کے متعلق لیکچر نہ دیا جائے کیونکہ لوگ ناراض ہو جائیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایسی آواز پھر میرے کان میں نہ پہنچے گی اور جماعت کے لوگ دُنیوی اتحاد کی خاطر خدا کے اتحاد کو ترک نہ کریں گے۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ جو فرض اُس نے ہمارے ذمہ لگایا ہے اس سے ہم ایک منٹ بھی غافل نہ ہوں بلکہ ہم اس کے متعلق ہر آنے والے دن میں پہلے سے بھی زیادہ عُمدگی اور چُستی سے کام کریں۔

(الفضل ۲۱۔ اگست ۱۹۳۰ء)

---

[1] تذکرہ صفحہ ۷۹۔ ایڈیشن چہارم